نام کتاب ---------- گستاخ رسول ﷺ کی شرعی سزا

مصنف ---------- علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رضی اللہ عنہ

صفحات ---------- 35

تعداد ---------- ایک ہزار

سن اشاعت ---------- ستمبر 1995

ناشر ---------- جمعیت اشاعت اہل سنت

ہدیہ ---------- دعائے خیر بحق معاونین۔

مفت منگوانے کا پتہ :

جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر کراچی 74000۔

تقدیم

رحمت دو عالم، نور مجسم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات مقدسہ و شان مطہرہ میں گستاخی کا ارتکاب ایسا کفر ہے کہ جس کا مرتکب صرف اور صرف سزائے موت کا حقدار ہے۔ اور یہ سزا ایک ایسا فیصلہ ہے جو نہ صرف یہ کہ کتاب و سنت سے روز روشن کی طرح عیاں ہے بلکہ اس پر صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی مقدس جماعت و تابعین، سلف صالحین و آئمہ مجتہدین کا مکمل اتفاق و اتحاد ہے۔

مصطفےٰ کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات مقدسہ میں معمولی سی گستاخی اور ان کی ذات مقدسہ میں نکالا جانے والا ذرہ برابر نقص بھی قلوب عاشقین پر ایسا کاری نشتر لگاتا ہے کہ جو اس شاتم و گستاخِ رسول کی موت سے بھی مندمل نہیں ہوسکتا۔

افسوس ! صد افسوس ! آج کل کے نام کے مسلمان جن کی وفاداریاں کسی کی رہن ہیں اور جو انگریزوں کے کاسہ لیس ہیں ہمہ وقت اس کوشش میں رہتے ہیں کہ کسی طرح نہ صرف یہ کہ آقائے دوعالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی شان میں گستاخی کی جائے بلکہ ملک پاکستان میں مروجہ قانون کہ جس میں گستاخ رسول کی سزا موت ہے میں کسی طرح ترمیم کی جائے تاکہ غیر ملکی آقاؤں کی خوشنودی کی کوئی راہ نکلے۔

شاید اسی لئے مرشد برحق اعلیٰ حضرت امام اہلسنت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا:

کریں مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جراتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں! ارے ہاں نہیں!

حیف! صد حیف! ان نام کے مسلمانوں پر جو اتنی بڑی گستاخی پر راضی ہیں کہ جس کا مرتکب پوری امت مسلمہ کے نزدیک بلا کسی اختلاف و تاویل سزائے موت کا حقدار ہے لیکن افسوس کہ انھوں نے اللہ (عزوجل) اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی غلامی پر اپنے غیر ملکی انگریز آقاؤں کی غلامی کو بہتر جانا۔

برصغیر پاک و ہند میں انگریزی دور اقتدار میں شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے انسانی حقوق کے نام پر قتل کی سزا سے آزاد کرایا گیا جس کے بعد سے انگریزوں کے وفادار اسماعیل دہلوی نے برصغیر میں اہانت و گستاخی انبیاء و اولیاء کا گھناؤنا بیج بویا جس کا مکروہ پھل آج دیوبندی اکابر کی زہر آلود و گستاخانہ عبارات سے لبریز کتابوں کی صورت میں موجود ہے۔

پیش نظر رسالہ میں غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ و مولانا سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) جو کہ اپنے وقت کے علم کے ہمالہ تھے کا ایک تحریری بیان ہے جو انھوں نے جناب چیف جسٹس صاحب، وفاقی شرعی عدالت کے استفسار پر تحریر کیا تھا، جس میں انھوں نے اھانت رسالت مآب اور تنقیص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سزا کے بارے میں بتایا ہے کہ کتاب و سنت، اجماع امت اور تصریحات علمائے امت سے واضح ہے کہ ہر شاتم رسول کی سزا صرف اور صرف قتل ہے اور اس مسئلے میں اہل حق نے کبھی اختلاف نہیں کیا۔

ساتھ ہی ساتھ ہم اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا گستاخ رسول کی شرعی سزا پر ایک فتویٰ بھی شائع کر رہے ہیں جو انھوں نے مولانا عبدالاول مرحوم کے استفسار پر صادر فرمایا تھا

دراصل انگریزی اقتدار کے زیر سایہ کئی بدباطن لوگ گستاخی رسول کا ارتکاب کرتے تھے اور مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کرتے رہتے ہیں۔ بعض

اپنی بدباطنی کا اظہار کھلے بندوں نہ کرتے تھے مگر کسی نہ کسی طریقے سے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات والا صفات پر حرف گیری کرتے تھے۔ ایسا ہی ایک واقعہ ۱۳۳۵ھ کو جونپور (بھارت) میں ہوا۔ سکولوں کے طلباء کو انگریزی کا ایک پرچہ حل کرنے کا حکم دیا گیا جس میں ایسی عبارت ترتیب دی گئی تھی جس کا انگریزی سے عربی ترجمہ کرانا مقصود تھا اور اس انگریزی عبارت میں توہین رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا اقرار تھا۔ مسلمانان جونپور (بھارت) نے ممتحنین کی اس بری حرکت کا سخت نوٹس لیا اور وہاں کے مولانا عبدالاول مرحوم نے ۶ رمضان ۱۳۳۵ھ کو اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت فقیہ اعظم فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک استفسار بھیجا اور گستاخان رسول کی اس چال پر فتویٰ طلب کیا جس میں اہانت رسول موجود تھی۔

مولانا عبدالاول نے بتایا کہ ایک مسلمان ممتحن کی نگرانی میں دو مسلمان استادوں نے انگریزی سے عربی میں ترجمہ کرنے کے لئے ایک پرچہ مرتب کیا جس میں سب سے بڑے سوال کے نصف نمبر رکھے گئے تھے، اس سوال میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات مقدسہ میں گستاخی اور توہین کے الفاظ نقل کئے گئے۔ (نقل کفر کفر نہ باشد) مولانا عبدالاول مرحوم نے اس امتحانی پرچے کی عبارت کے درج ذیل الفاظ بھی نقل کئے۔

"ابن عبداللہ نے اس قبیلہ میں تربیت پائی تھی جو عرب کی اصلی زبان بولنے کے لحاظ سے شریف ترین تھا اور اس کی فصاحت کی سنجیدگی باموقع سکوت پر عمل کرنے سے تصحیح اور ترقی ہوتی رہی باوجود اس فصاحت کے محمد ایک ناخواندہ وحشی تھا۔ بچپن میں اسے نوشت و خواند کی تعلیم نہیں دی گئی تھی۔ عام جہالت نے اسے شرم و ملامت سے مبراء کردیا تھا مگر اس کی زندگی ایک ہستی کے تنگ دائرہ میں محدود تھی اور وہ اس آئینہ سے (جس کے ذریعہ سے ہمارے دلوں پر عقل مندوں اور نامور بہادروں کے خیالات کا عکس پڑتا تھا) محروم رہا۔ تاہم اس کی

نظروں کے سامنے ان کتابوں کے اوراق کھلے ہوتے تھے جس میں قدرت اور انسان کا مشاہدہ کرتا کچھ تمدنی اور فلسفی توہمات جو اسے عرب کے مسافر پر محمول کیے جاتے تھے پیدا ہو گئے تھے"۔

امتحانی پرچے کی یہ عبارت لکھنے کے بعد "مسلمانان جونپور اور مولانا عبدالاول" نے دریافت کیا کہ آیا پرچہ مرتب کرنے والے، اس پر نظرثانی کرنے والے، اس کا دیدہ دانستہ ترجمہ کرنے یا اسے نقل کرنے والے اور ان ناشائستہ الفاظ کا تکرار کرنے والے نام کے مسلمان اسلام میں کس سزا کے مستحق ہیں؟ اور ان کا اسلامی معاشرہ میں کیا مقام ہے؟

جونپور کے مقامی علماء کرام نے اس مسئلہ پر اپنی رائے کا اظہار کیا اور شاتم رسول کی اس گستاخانہ حرکت پر قتل کا فتوی دیا مگر مسلمانان جونپور مطمئن نہ ہوئے چنانچہ یہ استفسار اعلی حضرت فاضل بریلوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں پیش کیا گیا تاکہ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) گستاخان رسول کی شرعی سزا کو دلائل کی روشنی میں واضح کریں کہ شرع شریف کا ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ جس کا آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے جن الفاظ میں جواب عنایت فرمایا وہ بعونہ اس رسالے میں شامل ہے

جمعیت اشاعت اہلسنت اس رسالے کو اپنے سلسلہ مفت اشاعت کی ۲۷ ویں کڑی کے طور پر شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہی ہے اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب لبیب نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل جمعیت کی اس سعی کو قبول و منظور فرماتے ہوئے اسے نافع ہر خاص و عام بنائے۔ آمین بجاہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

غلام غوث و رضا

سید محمد امین قادری

صدر جمعیت اشاعت اہلسنت

اعلی حضرت مجدد مائۃ حاضرہ فقیہ اعظم

مولانا الشاہ احمد رضا خان کا فتوی

(فتاوی رضویہ جلد ششم صفحہ 38 مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی)

الجواب

رب اني اعوذبك من همزات الشيطن ، و اعوذبك رب ان يحضرون o و الذين يؤذون رسول الله لهم عذاب اليم o ان الذين يؤذون الله و رسوله لعنهم الله في الدنيا والاخرة واعدلهم عذابا مهينا o الا لعنة الله علي الظالمين o

ان نام کے مسلمان کہلانے والوں میں جس شخص نے وہ ملعون پرچہ مرتب کیا وہ کافر مرتد ہے۔ جس جس نے اس پر نظر ثانی کر کے برقرار رکھا وہ کافر مرتد، جس جس کی نگرانی میں تیار ہوا وہ کافر مرتد، طلبہ میں جو کلمہ گو تھے اور انہوں نے اس ملعون عبارت کا ترجمہ کیا، اپنے نبی کی توہین پر راضی ہوئے یا اسے ہلکا جانا یا اسے اپنے نمبر گھٹنے یا پاس نہ ہونے سے آسان سمجھا وہ سب بھی کافر مرتد، بالغ ہوں، خواہ نابالغ۔

ان چاروں فریق میں سے ہر شخص سے مسلمانوں کو سلام کلام حرام، میل جول حرام، نشست برخاست حرام، بیمار پڑے تو اس کی عیادت کو جانا حرام، مر جائے تو اس کے جنازے میں شرکت حرام، اسے غسل دینا حرام، اس پر نماز پڑھنا حرام، کفن دینا حرام، اس کا جنازہ اٹھانا حرام، اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام، اسے ثواب پہنچانا حرام، بلکہ خود کفر و قاطع اسلام جب ان میں کوئی مر جائے اسکے اعزہ و اقربا مسلمین اگر حکم شرع مانیں تو اسکی لاش دفع عفونت کے لیے مردار کتے کی طرح بھنگی

چماروں سے ٹھیلے میں اٹھوا کر کسی تنگ گڑھے میں ڈلوا کر اوپر سے آگ
پتھر جو چاہیں پھینک پھینک کر پاٹ بھر دیں کہ اسکی بدبو سے ایذا نہ ہو
یہ احکام ان سب کے لئے عام ہیں۔

اور جو ان میں نکاح کیے ہوئے ہیں ان سب کی جوروئیں (بیویاں)
ان کے نکاحوں سے نکل گئیں اب اگر قربت ہوگی حرام ! حرام ! حرام ! اور
زنائے خالص ہوگی اور اس سے جو اولاد ہوگی ولد الزنا ہو گی عورتوں کو شرعاً
اختیار ہے کہ عدت گذر جانے پر جس سے چاہیں نکاح کر لیں ان میں جسے
ہدایت ہو اور توبہ کرلے اور اپنے کفر کا اقرار کرتا ہوا پھر مسلمان ہو اس
وقت یہ احکام جو ان کی موت سے متعلق تھے منتہی ہوںگے اور وہ ممانعت جو
ان سے میل جول کی تھی جب بھی باقی رہے گی یہاں تک کہ ان کے حال
سے صدق ندامت و خلوص توبہ و صحت اسلام ظاہر و روشن ہوں مگر عورتیں
اس سے بھی نکاح میں واپس نہیں آسکتیں انہیں اب بھی اختیار ہوگا کہ
چاہیں تو دوسرے سے نکاح کر لیں یا کسی سے نہ کریں ان پر کوئی جبر نہیں
پہنچتا۔ (ہاں انکی مرضی ہو تو بعد اسلام ان سے بھی نکاح کر سکتیں ہیں)۔
(شفاء شریف صفحہ نمبر 321)

اجمع العلماء ان شاتم النبي صلي الله تعاليٰ عليه وسلم المنقص له
كافر و الوعيد جار عليه بعذاب الله تعالي ومن شك في كفره و عذابه
فقد كفر

یعنی اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے
والا کافر ہے اور اس پر عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے اور جو اس کے کافر و
مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہو گیا۔

نسیم الریاض جلد چہارم 381 میں امام ابن حجر مکی سے ہے۔

ما صرح به من كفر السّاب والشاك في كفره هو ما عليه ائمتنا و غيرهم
یعنی جو یہ ارشاد فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی

کرنے والا کافر اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر یہی مذہب
ہمارے آئمہ وغیرھم کا ہے۔

وجیز امام کردری جلد 3 صفحہ 321 پر ہے

لو ارتد والعياذ بالله تعالي تحرم امراته و يجددا النكاح بعد اسلامه و
المولود بينهما قبل تجديد النكاح بالوطي بعد التكلم بكلمة الكفر ولد
زنا ثم ان اتي بكلمة الشهادة علي العادة لا يجديه ما لم يرجع عما قاله
لان باتيانهما علي العادة لا يرتفع الكفر اذا سب الرسول صلي الله عليه
وسلم او واحدا من الانبياء عليهم الصلوة والسلام فلا توبة له و اذا
شتمه عليه الصلوة السلام سكران يعفي واجمع العلماء ان شاتمه كافر
و من شك في عذابه و كفره كفر ملتقطا كا كثر الاواني للاختصار۔

یعنی جو شخص معاذاللہ مرتد ہو جائے اس کی عورت حرام ہو جاتی ہے پھر
اسلام لائے تو اس سے جدید نکاح کیا جائے اس سے پہلے کلمہ کفر کے بعد
کی صحبت سے جو بچہ ہوگا۔ حرامی ہوگا۔ اور یہ شخص عادت کے طور پر کلمہ
شہادت پڑھتا رہے کچھ فائدہ نہ دیگا جب اپنے اس کفر سے توبہ نہ کرے کہ
عادت کے طور پر مرتد کے کلمہ پڑھنے سے اس کا کفر نہیں جاتا اور جو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے دنیا میں بعد توبہ
بھی اسے سزا دی جائے گی یہاں تک کہ اگر نشہ کی بے ہوشی میں گستاخی بکا
جب بھی معافی نہ دینگے اور تمام علمائے امت کا اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور کافر بھی ایسا کہ
جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

فتح القدیر امام محقق علی الاطلاق جلد چہارم صفحہ 407 میں ہے۔

كل من ابغض رسول الله صلي الله تعاليٰ عليه وسلم بقلبه كان مرتدا
فالساب بطريق اولي وان سب سكران لا يعفي عنه

یعنی جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کینہ ہے وہ مرتد ہے

تو گستاخی کرنے والا بدرجۂ اولی کافر ہے اور اگر نشہ بلا اکراہ پیا اور اس حالت میں کلمۂ گستاخی بکا جب بھی معاف نہ کیا جائے گا۔

بحر الرائق جلد پنجم صفحہ 135 میں بعینہ کلمہ مذکور ذکر کرکے صفحہ 136 پر فرمایا۔

سب واحدا من الانبیاء کذالک فلا یفید الانکار مع البینة الانا نجعل انکار الردة توبة ان کانت مقبولة

یعنی کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے یہی حکم ہے کہ اسے معافی نہ دیں گے اور بعد ثبوت اس کا انکار فائدہ نہ دے گا کہ مرتد کا ارتداد سے مکرنا تو دفع سزا کے لیے ہے توبہ تو وہاں قرار پاتا ہے جہاں توبہ سنی جائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی شان میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں اس سے یہاں اصلا معافی نہ دیں گے۔

در رالحکام علامہ مولی خسرو جلد اول صفحہ 299 پر ہے۔

اذا سبه صلي الله تعاليٰ عليه وسلم او واحدا من الانبياء صلوات الله عليهم اجمعين، مسلم فلا توبته له اصلا و اجمع العلماء ان شاتمه كافر و من شك في عذابه و كفره كفر۔

یعنی اگر کوئی شخص مسلمان کہلا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اسے ہرگز معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے امت مرحومہ کا اجماع ہے اس پر کہ وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

غنیہ ذوالاحکام صفحہ 301 میں ہے

محل قبول توبة المرتد مالم تكن ردته بسب النبي او بغضه صلي الله تعالي عليه وسلم فان كان به لا تقبل توبته سواء جاء تائبا من نفسه او شهد عليه بذالك بخلاف غيره من المكفرات

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی اور کفروں کی طرح

نہیں ہر طرح کے مرتد کو بعد توبہ معافی دینے کا حکم ہے مگر اس کافر مرتد کے لئے اسکی اجازت نہیں۔

الاشباہ و النظائر قلمی باب الردۃ۔

لا تصح رده السكران الا الردة بسب النبي صلي الله عليه وسلم فانه لا يعفي عنه و كذافي البزازية و حكم الردة بينونة امراته مطلقا (اي سواء رجع اولم يرجع غمز العيون) واذا مات علي ردته لم يدفن في مقابر المسلمين و لا اهل ملة وانما يلقي في حفرة كالكلب والمرتد اقبح كفرا من الكافر الاصلي و اذا شهدوا علي مسلم بالردة وهو منكر لا يتعرض له لا لتكذيب الشهود العدول بل لان انكاره توبة و رجوع فتثبت الاحكام التي للمرتد ماتاب من حبط الاعمال و بينونة الزوجة و قوله لا يتعرض له انما هو في مرتد تقبل توبته في الدنيا لا الردة بسب النبي صلي الله تعالي عليه وسلم الاولي تنكير النبي كما عبر به سبق غمز العيون۔

یعنی نشہ کی بیہوشی میں اگر کسی سے کفر کی کوئی بات نکل جائے اسے بوجہ بیہوشی کافر نہ کہیں گے نہ سزائے کفر دیں گے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی وہ کفر ہے کہ نشہ کی بیہوشی سے بھی صادر ہوا تو اسے معافی نہ دیں گے اور معاذاللہ ارتداد کا حکم یہ ہے کہ اس کی عورت فوراً اس کے نکاح سے نکل جاتی ہے اگرچہ بعد کو پھر اسلام لائے جب بھی عورت نکاح میں واپس نہ جائے گی اور جب وہ اسی ارتداد پر مر جائے والعیاذباللہ تعالیٰ! تو اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنے کی اجازت نہیں نہ کسی ملت والے مثلاً یہودی یا نصرانی کے گورستان میں دفن کیا جائے وہ تو کتے کی طرح کسی گڑھے میں پھینک دیا جائے مرتد کا کفر اصلی کافر کے کفر سے بدتر ہے اور اگر کسی مسلمان پر گواہان عادل شہادت دیں کہ فلاں قول یا فعل کے سبب مرتد ہوگیا اور وہ اس سے انکار کرتا ہو تو

اس سے تعرض نہ کریں گے نہ اس لئے کہ گواہان عادل کو جھوٹا ٹھرایا بلکہ اس لیے کہ اس کا مکرنا اس کفر سے توبہ و رجوع سمجھیں گے ولہذا گواہان عادل کی گواہی اور اس کے انکار سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ وہ شخص مرتد ہوگیا تھا اور اب توبہ کر لی تو مرتد تائب کے احکام اس پر جاری کریں گے کہ اس کے تمام اعمال حبط ہوگئے اور جورو(بیوی) نکاح سے باہر، باقی سزا نہ دی جائے گی۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کہ یہ وہ کفر ہے جس کی سزا سے دنیا میں بعد توبہ بھی معافی نہیں تھی اور نہ کسی اور نبی کی شان میں گستاخی علیہم الصلاۃ والسلام۔

فتاوی خیریہ علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب در مختار جلد اول صفحہ 95 پر فرماتے ہیں

من سب رسول الله صلي الله تعاليٰ عليه وسلم فانه مرتد و حكمه حكم المرتدين ويفعل به ما يفعل بلمرتدين و لا توبة له اصلا و اجمع العلماء انه كافر ومن شك في كفره كفر ملتقطا۔

جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کریم میں گستاخی کرے وہ مرتد ہے اس کا حکم وہی ہے جو مرتدوں کا ہے اس سے وہی برتاؤ کیا جائے جو مرتدوں سے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسے دنیا میں معافی نہ دیں گے اور باجماع تمام علمائے امت وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر جلد اول صفحہ 618 پر ہے۔

اذا سبه صلي الله عليه وسلم او واحدا من الانبياء مسلم ولو سكران فلا توبة له تنجيه كالزنديق ومن شك في عذابه وكفره فقد كفر

یعنی مسلمان کہلا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اگرچہ نشہ کی حالت میں تو اس کی توبہ پر بھی اسے معافی نہ دیں گے جیسے دہریے بے دین کی توبہ نہ سنی جائے گی اور جو شخص اس گستاخی کرنے والے کے کفر میں شک لائے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

ذخیرۃ العقبی علامہ اخی یوسف صفحہ 240 پر ہے۔

قد اجمعت الامة علي ان الاستخفاف بنبينا صلي الله تعاليٰ عليه وسلم وباي نبي كان عليهم الصلاة والسلام كفر سواء فعله علي ذالك مستحلا ام فعله معتقدالحرمته وليس بين العلماء خلاف في ذالك ومن شك في كفره وعذابه كفر۔

یعنی بے شک تمام امت مرحومہ کا اجماع ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی تنقیص شان کرنے والا کافر ہے خواہ اسے حلال جان کر اسکا مرتکب ہوا ہو یا حرام جان کر، بہرحال علماء کے نزدیک کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

ایضا صفحہ 242 پر ہے۔

لا يغسل ولا يصل عليه ولا يكفن اما اذا تاب وتبرا عن الارتداد و دخل في دين الاسلام ثم مات غسل و كفن و صلي فيه و دفن في مقاير المسلمين۔

یعنی وہ گستاخی کرنے والا جب مر جائے تو اسے نہ غسل دیں نہ کفن دیں نہ اس پر نماز پڑھیں ہاں اگر توبہ کرے اور اپنے اس کفر سے برات کرے اور دین اسلام میں داخل ہو اس کے بعد مر جائے تو غسل، کفن، نماز اور مقابر مسلمین میں دفن سب کچھ ہوگا۔

(تنویر الابصار شیخ الاسلام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ غزی)

(كل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الا الكافر بسب النبي الخ)

ہر مرتد کی توبہ قبول ہے مگر نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا ایسا کافر ہے کہ دنیا میں سزا سے بچانے کے لیے اس کی توبہ بھی قبول نہیں۔

در مختار میں ہے۔

الكافر بسب نبي من الانبياء لا تقبل توبته مطلقا ومن شك في عذابه و كفره كفر۔

یعنی کسی نبی کی توہین کرنا ایسا کفر ہے جس پر کسی طرح معافی نہ دیں گے اور جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔

کتاب الخراج سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ صفحہ 112 پر ہے۔

قال ابو یوسف وایما رجل مسلم سب رسول اللّٰہ صلي اللّٰہ تعاليٰ علیه وسلم او کذبه او عابه او تنقصه فقد کفر باللّٰه تعالي و بانت زوجته۔

یعنی جو شخص کلمہ گو ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہے یا تکذیب کرے یا کوئی عیب لگائے، شان گھٹائے وہ بلاشبہ کافر ہوگیا اور اس کی عورت نکاح سے نکل گئی۔

اشخاص مذکورین کے کفر و ارتداد میں اصلا شک نہیں دوبارہ اسلام و رفع دیگر احکام انکی توبہ اگر سچے دل سے ہو ضرور مقبول ہے ہاں اس میں اختلاف ہے کہ سلطان اسلام انہیں بعد توبہ و اسلام صرف تعزیر دے یا اب بھی سزائے موت دے۔

وہ جو بزازیہ اور اس کے بعد کی بہت کتب معتمدہ میں ہے کہ اس کی توبہ مقبول نہیں اس کے یہی معنی ہیں اور اس کی بحث یہاں بیکار ہے کہاں سلطان اسلام اور کہاں سزائے موت کے احکام صدہا خبیث، اخبث، ملعون، انجس ہیں کہ کلمہ گو بلکہ اعلی درجہ کے مسلمان مفتی، واعظ، مدرس شیخ بن کر اللہ و رسول کی جناب میں منہ بھر بھر کر ملعونات بکتے، لکھتے اور چھاپتے ہیں اور ان سے کوئی کہنے والا نہیں اور اگر کہے تو نہ صرف ان کے بلکہ بڑے بڑے مہذب بننے والے مسلمانون کے نزدیک یہ بے تہذیبی و تشدد ہو۔

فانظر الي اثار مقت اللّٰه الغیور ٥ کیف انقلبت القلوب وانعکست الامور ولاحول ولا قوة الا باللّٰه العلي العظیم ٥ و سیعلم الذین ظلموا اي منقلب ینقلبون ٥ واللّٰه تعالي اعلم ٥

کچھ باتیں - کچھ یادیں

دولتِ خداداد پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے وقت تک برصغیر کے قریے قریے میں جیّد علمائے حق موجود تھے اور اپنے اپنے علاقے کے لوگوں کو فیض یاب کرتے رہے مگر اہل سنّت کی شومی قسمت کہ وہ علمائے حق یکے بعد دیگرے عازمِ خلدِ بریں ہوتے چلے گئے۔ ان میں سے بہت سے حضرات بجا طور پر علم کے ھمالہ تھے مگر شہرت ان پر فریفتہ نہیں تھی، لہذا ان کا تعارف صرف حلقہ علماء تک محدود رہا۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا ابوالبرکات سیّد احمد قادری چشتی اشرفی امیر حزب الاحناف لاہور رحمۃ اللہ علیہ اور غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی امروہوی چشتی صابری قادری بانی انوارالعلوم ملتان رحمۃ اللہ علیہ، ان بزرگوں میں سے ہیں جو علم و فضل کے بحرِ زخّار اور دریائے معرفت کے شناور تھے، شہرت ان پر ایسی عاشق و شیدا تھی کہ ہر وقت انکے دروازوں پر دربانی کے فرائض سرانجام دیتی تھی۔ یہ دونوں بزرگ قیام پاکستان سے بہت پہلے پورے برصغیر (پاک وہند) میں اپنی فضیلت علمی اور شرافت نفسی کا لوہا منوا چکے تھے۔ امرتسر میں سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہوا کرتا تھا۔ اس مقدس و بابرکت محفل میں سربرآوردہ مشائخِ عظام اور جیّد علمائے کرام شرکت کرنا باعث فخر و مباہات جانتے تھے۔ چنانچہ مذکورۃ الصدور دونوں بزرگ بھی اس سہ روزہ محفل (اجلاس) میں شرکت فرماتے اور اہالیان امرتسر کو اپنے مواعظ حسنہ و علمیہ سے بہرہ ور فرماتے تھے لہذا احقر اس زمانے سے ان بزرگوں کے مداحین

میں شامل تھا۔ پاکستان میں ہجرت کے بعد ان بزرگوں کو بہت قریب سے دیکھنے کا بھی موقع میسر آیا اور یہ ہر دو بزرگ فقیر حقیر پر بیحد شفقت فرماتے تھے۔

1973ء میں جب راقم السطور کو مدینہ منورہ میں حاضری کی سعادتِ عظمیٰ نصیب ہوئی تو وہاں قطب مدینہ شیخ العرب والعجم حضرت شاہ ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی، خلیفہ خاص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی (قدس سرہما) کے آستانہ عالیہ پر ہر روز حاضری سے مشرف ہوتا رہا اور متعدد مرتبہ حضرت قطب مدینہ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے یہ ارشاد فرمایا " اسوقت پاکستان میں صرف دو ہی معتبر اور قابل اعتماد عالم دین ہیں، ایک حضرت ابوالبرکات سیّد صاحب اور دوسرے علامہ سیّد احمد سعید کاظمی شاہ صاحب (1)

(بلفظہ بقدر حافظہ)

حضرت قطب مدینہ کی لسان فیض ترجمان سے ان بزرگوں کی عظمت کے اعلان سے مجھے بے حد خوشی محسوس ہوئی کہ ان کے بارے میں میرا فیصلہ بالکل صحیح تھا۔ 20 شوال المکرم 1398ھ کو حضرت ابوالبرکات واصل بحق ہو گئے اور ان کے بعد لاہور میں مسندِ افتاء بے وقعت ہو کر رہ گئی۔ 25 رمضان المبارک 1406ھ کو حضرت غزالی دوراں مکین خلد بریں ہو گئے تو عوام اہل سنت بالکل بے سہارا ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت قبلہ کاظمی شاہ صاحب اعلی اللہ مقامہ کی ذات گرامی فی الحقیقت مستغنی عن الخطاب ہے۔ جب ان کا نام نامی آجائے تو خطابات و القابات ان کی قد آور شخصیت سے بہت چھوٹے نظر آنے لگتے ہیں۔ بلاشبہ وہ نابغہ روزگار علماء میں سے تھے جو صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔

سال باید کہ تا یک فردِ حق پیدا شود
بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

تحریک پاکستان کے مبلغ اعظم حضرت ابوالحامد سیّد محمد محدث چشتی اشرفی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے خطبہ آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ بنارس (1946ء) کے آخر میں درج ہدایات و تجاویز کی روشنی میں اگر پاکستان کے اندر متفقہ طور پر مرکزی دارالافتاء قائم کیا ہوتا یا کم از کم اہل سنت کو درپیش نت نئے مسائل علمیہ کے حل کے لئے امارت شرعیہ قائم کی ہوتی تو یقیناً کاظمی شاہ صاحب اس کے متفقہ طور پر صدرالصدّور قرار پاتے اور چھوٹے چھوٹے مولوی اور خودساختہ مفتی جو عجیب و غریب باتیں کرتے رہتے ہیں، انھیں اپنی پناہ گاہوں سے باہر جھانکنے کی بھی جرات نہ ہوتی، مگر وائے افسوس کہ یہاں الٹی گنگا بہنے لگی۔

حضرت قطب مدینہ قدس سرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق قبلہ کاظمی شاہ صاحب آخری اہل حق سربرآوردہ عالم دین ثابت ہوئے (1)، جس کی تصدیق پیش آنے والے حالات نے کردی ہے۔ مثلاً بعض حنفی سنی علماء نے شریعت آرڈیننس کو قبول کرلیا، جس کا تعلق صرف سعودیہ کی شریعت سے ہے اور ولایت ابوحنیفہ (پاکستان) میں ان نام نہاد حنفی علماء کے دستخطوں سے سیدّنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام اور کام کو حرف غلط کی طرح محو کردیا گیا اور غائبانہ نماز جنازہ کی "بدعت" اپنا لی گئی۔ پاکستان جن حنفی اولیاء اللہ کا فیضان ہے، ان کی ارواح مقدسہ ان نام نہاد حنفیوں سے ناراض ہیں اور ان سب کا انجام قوم ضرور دیکھے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ! پھر یہی نام نہاد عاشقان مصطفیٰ ﷺ، نظام مصطفیٰ ﷺ کو بالکل بھول گئے اور ضیاء ازم ضیاء ازم کا وظیفہ جپنے لگے۔

ضیاء ازم کیا تھا؟ مولوی اشرف علی تھانوی کے افکار و تعلیمات کی نشرواشاعت یا یوں کہیئے کہ سعودیہ کے قوانین کی ترویج ! انا للہ وانا الیہ راجعون ! اہل سنت و جماعت کو ان نام نہاد علماء کو جو فی الحقیقت بندگان سیم و زر ہیں، اپنے سے دور رکھنا چاہیئے تاکہ ان کے منحوس اثرات سے ایمان محفوظ رہ سکے۔

پیشِ نظر رسالہ حضرت علامہ کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک تحریری بیان ہے جو انھوں نے جناب چیف جسٹس صاحب، وفاقی شرعی عدالت کے استفسار پر تحریر کیا تھا جس میں اہانت رسالت مآب اور تنقیصِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی سزا کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ کتاب و سنت، اجماعِ امت اور تصریحات علمائے امت سے واضح ہے کہ ہر شاتم رسول کی سزا قتل ہے اور اس مسئلے میں اہل حق میں سے کبھی کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ اگر پاکستان میں اہل سنت کی امارت شرعیہ موجود ہوتی تو اس ایمان افروز بیان کو اہل حق کے چیف جسٹس کا فیصلہ قرار دیا جاتا اور مسلم ممالک کی عدالتوں میں بطور حجت اسے پیش کیا جاتا، مگر!

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے!

قبلہ کاظمی شاہ صاحب نے اس تحریر میں گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلامی سزا بتائی ہے۔ میں اس موقع پر امرتسر میں رونما ہونے والا تقریباً نوے (90) سال پہلے کا ایک واقعہ لکھنا ضروری سمجھتا ہوں، جو بے حد ایمان افروز اور عبرت انگیز ہے۔ یہ واقعہ حضرت امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب قبلہ علی پوری قدس سرہ نے امام الائمہ سیدنا حضرت ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ تعالی عنہ کے عرس سراپا اقدس منعقدہ مسجد جان محمد امرتسر کے اجتماع عظیم میں بیان فرمایا تھا۔

"امرتسر کے گرجا گھر کے سامنے کھڑا ہو کر ایک پادری حضرت عیسی علیہ السلام کے فضائل اور عیسائی مذہب کی خوبیاں بیان کر رہا تھا اور وہ (پادری) دوران تقریر حضور پرُنور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا اسم گرامی ادب واحترام سے نہیں لیتا تھا۔ سامعین میں ایک بھنگڑ اس حالت میں کھڑا تھا کہ بھنگ گھوٹنے والا ڈنڈا اس کے کاندھے پر تھا۔ اس خوش بخت نے کہا: "پادری ! ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو برحق نبی مانتے ہیں اور ان کا نام ادب سے لیتے ہیں تو بھی ہماری سچی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا نام ادب سے لے" ۔ مگر پادری پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا تو اس عالی ہمم نے پھر ٹوکا۔ جب پادری نے تیسری بار بھی اسی طرح نام لیا تو اس پاک نہاد نے اپنا وہ ڈنڈا جس سے بھنگ گھوٹتا تھا اس زور سے پادری کے سر پر دے مارا کہ پادری کا سر پھٹ کر بھیجا باہر آگیا اور وہ مردود بیان دیئے بغیر واصل جہنم ہو گیا۔ یہ عاشق صادق پکڑا گیا۔ موت کی سزا ہوئی۔ اپیل ہوئی انگریز جج نے یہ لکھ کر بری کر دیا کہ:

"پادری کا قاتل تکیہ نشین بھنگڑ ہے کوئی مولوی نہیں۔ مولوی اور پادری کی کوئی باہمی رنجش ہو سکتی ہے بھنگڑ سے پادری کی دیرینہ یا تازہ رنجش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ پادری نے ضرور اس کے جذبات کو مجروح کیا ہے، لہذا میں اسے بری کرتا ہوں"۔

(بتغییر یسیر بقدر حافظہ)

اللہ تعالی اس مکین تکیہ کے مرقد منور پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے اور اس جیسا ایمان ہر مکین مسجد اور ہر مسلمان کو نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وصحبہ وسلم۔

اس واقعے کے نقل کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ وہ پادری حضور پرُنور سیدالانبیاء صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی شان اقدس میں کوئی

گستاخی کا کلمہ نہیں کہہ رہا تھا صرف حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا اسم پاک اسلامی آداب سے نہیں لیتا تھا یعنی مولوی اسمعیل دہلوی کی طرح " جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں (1) " (نقل کفر کفر نباشد)

یعنی پادری صرف "محمد صاحب" کہہ رہا تھا اور اس تکیہ والے عاشق صادق کو یہ بات بھی ناگوار گزری اور اس نے اپنے مذہب عشق کا جھنڈا بلند کر دکھایا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

عاشقان سیّد ابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کسی عالم و مفتی سے پوچھے بغیر ہی ادب نہ کرنے والوں کو جہنم رسید کردیتے ہیں تو کوئی گستاخ ان کے خنجر براں سے کیونکر بچ سکتا ہے۔ ان کا مفتی ان کا وجدان ہوتا ہے۔ ان کا پیرومرشد ان کا جذبہ عشق ہوتا ہے لہذا ایسے "ان پڑھ" غازیوں کا یہ کام ہمیشہ لائق تقلید ہوتا ہے۔ کفار کی حکومت میں تو اسی طرح ہونا چاہیئے اور ہوتا رہا، مسلمانوں کی حکومت میں یہ عدالت کی ذمہ داری ہے کہ وہ سچی شہادتوں کے بعد گستاخ رسول کے قتل کا حکم صادر کرے تاکہ مزید الجھنیں اور پیچیدگیاں پیدا نہ ہوسکیں۔

خاک راہ دردمنداں،

(محمد موسیٰ عفی عنہ)

بانی مرکزی مجلس رضا لاہور

داتا نگر، 6 صفر المظفر 1409ھ

بسلسلہ شریعت پٹیشن

در توہین رسالت

بعدالت جناب چیف جسٹس صاحب وفاقی شرعی عدالت پاکستان

بیان من جانب:

سیّد احمد سعید کاظمی صدر

مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان و شیخ الحدیث

مدرسہ عربیہ اسلامیہ انوارالعلوم ملتان۔

محترم محمد اسمعیل قریشی، سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ پاکستان، لاہور نے بنام اسلامی جمہوریہ پاکستان تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر 295 الف اور دفعہ 298 الف کے خلاف شرعی عدالت میں ایک درخواست دائر کی ہے جہاں تک اہانتِ رسالت اور توہین و تنقیصِ نبوت سے اس درخواست کا تعلق ہے میں اس سے پوری طرح متفق ہوں اور دلائل شرعیہ (کتاب و سنت، اجماع امت اور تصریحات علماء دین) کے مطابق میں اس کی مکمل تائید اور حمایت کرتا ہوں۔ اس سلسلے میں میرا تفصیلی بیان درج ذیل ہے:

کتاب و سنت، اجماع امت اور تصریحات آئمہ دین کے مطابق توہین رسول کی سزا صرف قتل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح مخالفت توہین رسول ہے۔ قرآن مجید نے اس جرم کی سزا قتل بیان کی ہے۔ اسی بناء پر کافروں سے قتال کا حکم دیا گیا۔ قرآن مجید میں ہے:

ذلك بانهم شآقوا الله ورسوله (1) یہ (یعنی کافروں کو قتل کرنے کا حکم (2)) اس لئے ہے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح مخالفت کرکے ان کی توہین کا ارتکاب کیا۔ توہین رسول کے کفر ہونے پر بکثرت آیات قرآنیہ شاہد ہیں۔ مثلاً ولئن سالتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قل ابا لله وايته ورسوله كنتم تستهزءون لاتعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم (3) ترجمہ: اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ ضرور کہیں گے ہم تو صرف ہنسی مذاق کرتے تھے۔ آپ (ان سے) کہیں کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے ہو۔ کوئی عذر نہ کرو۔ بے شک ایمان کے بعد تم نے کفر کیا۔

مسلمان کہلانے کے بعد کفر کرنے والا مرتد ہوتا ہے اور از روئے قرآن مرتد کی سزا صرف قتل ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: قل للمخلفين من الاعراب ستدعون الي قوم اولي باس شديد تقاتلونهم او يسلمون (4) ترجمہ: اے رسول صلی اللہ علیک وسلم پیچھے رہ جانے والے دیہاتیوں سے فرمادیجئے، عنقریب تم سخت جنگ کرنے والوں کی طرف بلائے جاؤ گے۔ تم ان سے قتال کرتے رہو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ یہ آیت مرتدین اہل یمامہ کے حق میں بطور اخبار بالغیب نازل ہوئی۔ اگرچہ بعض علماء نے اس مقام پر فارس و روم وغیرہ کا ذکر بھی کیا ہے، لیکن حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حسب ذیل روایت نے اس آیت کو مرتدین بنی حنیفہ (اہل یمامہ) کے حق میں متعین کردیا:

عن رافع بن خديج انا كنا نقرا هذه الاية فيما مضي ولا نعلم من هم حتي دعا ابوبكر رضي الله عنه الي قتال بني حنيفة فعلمنا انهم اريدوا بها (5)۔ ترجمہ: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گزشتہ

زمانے میں ہم اس آیت کو پڑھا کرتے تھے اور ہمیں معلوم نہ تھا کہ وہ کون لوگ ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (مرتدین) بنی حنیفہ (اہل یمامہ) کے قتال کی طرف مسلمانوں کو بلایا۔ اس وقت ہم سمجھے کہ اس آیت کریمہ میں یہ مرتدین ہی مراد ہیں۔

ثابت ہوا کہ اگر مرتد اسلام نہ لائے تو ازروئے قرآن اس کی سزا قتل کے سوا کچھ نہیں۔ قتل مرتد کے بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں۔ اختصار کے پیش نظر صرف ایک حدیث پیش کی جاتی ہے:

اتي علي بزنادقة فاحرقهم (وفي رواية ابي داؤد (1) ان عليا احرق ناسا ارتدوا عن الاسلام) فبلغ ذلك ابن عباس فقال لوكنت انا لم احرقهم لنهي رسول الله صلي الله عليه واله وسلم لاتعذبوا بعذاب الله ولقتلتهم لقول رسول الله صلي الله عليه وسلم من بدل دينه فاقتلوه (2) ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس (مرتد ہو جانے والے) زندیق لوگ لائے گئے تو آپ نے انھیں جلادیا۔ اس کی خبر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو انھوں نے فرمایا اگر (آپ کی جگہ) میں ہوتا تو انھیں نہ جلاتا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کے عذاب کے ساتھ کسی کو عذاب نہ دو، اور میں انھیں قتل کرادیتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو (مسلمان) اپنے دین سے پھر جائے اسے قتل کردو۔

قتل مرتد کے بارے میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا طرزِ عمل

صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے مسند خلاف پر بیٹھتے ہی جس شدت کے ساتھ مرتدین کو قتل کیا محتاج بیان نہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لئے مرتد کو زندہ دیکھنا ناقابل برداشت تھا۔ حضرت ابوموسی اشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی طرف سے یمن کے دو مختلف حصوں پر حاکم تھے۔ ایک دفعہ حضرت معاذ بن جبل حضرت ابوموسیٰ اشعری سے ملاقات کے لئے آئے۔ ایک بندھے ہوئے شخص کو دیکھ کر انھوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ ابوموسیٰ اشعری نے فرمایا:

كان يهوديا فاسلم ثم تهود قال اجلس قال لااجلس حتي يقتل قضاء الله ورسوله ثلاث مرات فامر به فقتل (1)۔

ترجمہ: یہ یہودی تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد پھر یہودی (ہو کر مرتد) ہوگیا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے حضرت معاذ بن جبل کو بیٹھنے کے لئے کہا۔ انھوں نے تین بار فرمایا: جب تک اسے قتل نہ کردیا جائے میں نہیں بیٹھوں گا۔ (قتل مرتد) اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حکم سے اسے اُسی وقت قتل کردیا گیا۔

گستاخ رسول کا قتل

غلاف کعبہ سے لپٹے ہوئے توہین رسول کے مرتکب مرتد کو مسجد حرام میں قتل کرنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے۔ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (آپ کی شان میں توہین کرنے والا) ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا "اقتلوہ" اسے قتل کردو (2)۔

یہ عبداللہ بن خطل مرتد تھا۔ ارتداد کے بعد اس نے کچھ ناحق قتل کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں شعر کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین و تنقیص کیا کرتا تھا۔ اس نے دو گانے والی لونڈیاں اس لئے رکھی ہوئی تھیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں

اشعار گایا کریں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا تو اسے غلاف کعبہ سے باہر نکال کر باندھا گیا اور مسجد حرام میں مقام ابراہیم اور زم زم کے درمیان اس کی گردن ماری گئی (1)۔

یہ صحیح ہے کہ اس دن ایک ساعت کے لئے حرم مکہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حلال قرار دیا گیا تھا لیکن بالخصوص مسجد حرام میں مقام ابراہیم اور زم زم کے درمیان اس کا قتل کیا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ گستاخ رسول باقی مرتدین سے بدرجہا بدتر و بدحال ہے۔

اجماع امت

1۔ قال محمد بن سحنون اجمع العلماء ان شاتم النبي صلي الله عليه وسلم المتنقص له كافر والوعيد جار عليه بعذاب الله له و حكمه عند الامة القتل ومن شك في كفره وعذابه كفر (2)۔

ترجمہ: محمد بن سحنون نے فرمایا، علماء امت کا اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دینے والا حضور کی توہین کرنے والا کافر ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید جاری ہے اور امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے۔ جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے، کافر ہے۔

2۔ وقال ابو سليمان الخطابي لا اعلم احدا من المسلمين اختلف في وجوب قتله اذا كان مسلما (3)۔

ترجمہ: امام ابوسلیمان الخطابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب مسلمان کہلانے والا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب کا مرتکب ہو تو میرے علم میں کوئی ایسا مسلمان نہیں جس نے اس کے قتل میں اختلاف کیا ہو۔

3۔ واجمعت الامة علي قتل متنقصه من المسلمين وسابه (4)

ترجمہ: اور امت کا اجماع ہے کہ مسلمان کہلا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

شان میں سب اور تنقیص کرنے والا قتل کیا جائے گا۔

4۔ قال ابوبکر بن المنذر اجمع عوام اهل العلم عليٰ ان من سبّ النبي صلي الله عليه وسلم يقتل قال ذلك مالك بن انس والليث واحمد واسحاق وهو مذهب الشافعي قال القاضي ابوالفضل وهو مقتضي قول ابي بكرِ الصديق رضي الله عنه ولا تقبل توبته عند هؤلاء وبمثله قال ابوحنيفة واصحابه والثوري واهل الكوفة والاوزاعي في المسلمين لكنهم قالوا هي ردّة (1)۔

ترجمہ: امام ابوبکر بن منذر نے فرمایا، عائمہ علماء اسلام کا اجماع ہے کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کرے قتل کیا جائے گا۔ ان ہی میں سے مالک بن انس، لیث، احمد، اسحاق (رحمہم اللہ) ہیں اور یہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔ قاضی عیاض نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کا یہی مقتضی ہے۔ (پھر فرماتے ہیں) اور ان آئمہ کے نزدیک اس کی توبہ بھی قبول نہ کی جائے گی۔ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ، ان کے شاگردوں، امام ثوری علیہ الرحمۃ، کوفہ کے دوسرے علماء اور امام اوزاعی علیہ الرحمۃ کا قول بھی اسی طرح ہے۔ ان کے نزدیک یہ ردت ہے۔

5۔ ان جميع من سبّ النبي صلي الله عليه وسلم او عابه اوالحق به نقصاً في نفسه اونسبه اودينه اوخصلة من خصاله او عرض به اوشبهه بشي علي طريق السبّ له او الازراء عليه او التصغير بشانه اوالغض منه والعيب له فهو ساب له والحكم فيه حكم الساب يقتل كما نبينه ولا نستثني فصلا من فصول هذا الباب علي هذا المقصد ولا نمتري فيه تصريحاً كان اوتلويحاً.......

و هذا كله اجماع من العلماء وائمة الفتوي من لدن الصحابة رضوان الله عليهم الي هلم جرا (2)۔

ترجمہ: بے شک ہر وہ شخص جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی یا حضور کی طرف کسی عیب کو منسوب کیا یا حضور کی ذات مقدسہ، آپ کے نسب، دین یا آپ کی کسی خصلت سے کسی نقص کی نسبت کی یا آپ پر طعنہ زنی کی یا جس نے بطریق سب اہانت یا تحقیرِ شان مبارک یا ذات مقدسہ کی طرف کسی عیب کو منسوب کرنے کے لئے حضور کو کسی چیز سے تشبیہ دی وہ حضور کو صراحۃً گالی دینے والا ہے، اسے قتل کردیا جائے۔ ہم اس حکم میں قطعاً کوئی استثنا نہیں کرتے۔ نہ ہم اس میں کوئی شک کرتے ہیں۔ خواہ صراحۃً توہین ہو یا اشارۃً کنایۃً۔ اور یہ سب علماء امت اور اهل فتوی کا اجماع ہے۔ عہد صحابہ سے لے کر آج تک رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

6۔ والحاصل انه لاشك ولا شبهة في كفر شاتم النبي صلي الله عليه وسلم وفي استباحة قتله وهو المنقول عن الائمة الاربعة (1)۔

ترجمہ: خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کے کفر اور اس کے مستحق قتل ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ چاروں آئمہ (امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل) سے یہی منقول ہے۔

7۔ كل من ابغض رسول الله صلي الله عليه وسلم بقلبه كان مرتداً فالساب بطريق اوليٰ ثم يقتل حداً عندنا (2)۔

ترجمہ: جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دل میں بغض رکھے وہ مرتد ہے۔ آپ کو گالی دینے والا تو بطریق اولی مستحق گردن زدنی ہے۔ (پھر مخفی نہ رہے کہ) یہ قتل ہمارے نزدیک بطور حد ہوگا۔

8۔ ايما رجل مسلم سبّ رسول الله صلي الله عليه وسلم او كذبه او عابه او تنقصه فقد كفر بالله وبانت منه زوجته (3)۔

ترجمہ: جو مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کرے یا تکذیب کرے

یا عیب لگائے یا آپ کی تنقیصِ شان کا (کسی اور طرح سے) مرتکب ہو تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور اس سے اس کی زوجہ اس کے نکاح سے نکل گئی۔

9۔ اذا عاب الرجل النبي صلي الله عليه وسلم في شي كان كافر اوكذا قال بعض العلماء لو قال لشعر النبي صلي الله عليه وسلم شعير فقد كفرو عن ابي حفص الكبير من عاب النبي صلي الله عليه وسلم بشعرة من شعراته الكريمة فقد كفرو ذكر في الاصل ان شتم النبي كفر (1)۔

ترجمہ: کسی شے میں حضور پر عیب لگانے والا کافر ہے اور اسی طرح بعض علماء نے فرمایا اگر کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کو "شعر" کے بجائے (بصیغہ تصغیر) "شُعَیر" کہہ دے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور امام ابو حفص الکبیر (حنفی) سے منقول ہے کہ اگر کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ایک بال مبارک کی طرف بھی عیب منسوب کیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور امام محمد نے "مبسوط" میں فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینا کفر ہے۔

10۔ ولا خلاف بين المسلمين ان من قصد النبي صلي الله عليه وسلم بذلك فهو ممن ينتحل الاسلام انه مرتد يستحق القتل (2)۔

ترجمہ: کسی مسلمان کو اس میں اختلاف نہیں کہ جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت و ایذا رسانی کا قصد کیا اور وہ مسلمان کہلاتا ہے وہ مرتد مستحق قتل ہے۔

یہاں تک کہ ہمارے بیان سے یہ بات واضح ہو گئی کہ کتاب و سنت اجماع امت اور اقوال علمائے دین کے مطابق گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا یہی ہے کہ وہ حداً قتل کیا جائے۔ اس کے بعد حسب ذیل امور کی

وضاحت بھی ضروری ہے۔

1۔ بارگاہ نبوت کی توہین و تنقیص کو موجب حد جرم قرار دینے کے لئے یہ شرط صحیح نہیں کہ گستاخی کرنے والے نے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنے کی غرض سے گستاخی کی ہو۔ یہ شرط ہر گستاخ نبوت کے تحفظ کے مترادف ہو گی اور توہین رسالت کا دروازہ کھل جائے گا۔ ہر گستاخ نبوت اپنے جرم کی سزا سے بچنے کے لئے یہ کہہ کر چھوٹ جائے گا کہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنا میری غرض نہ تھی۔ علاوہ ازیں یہ شرط کتاب اللہ کے بھی منافی ہے۔ سورہ توبہ کی آیت ہم لکھ چکے ہیں کہ توہین کرنے والے منافقوں کا یہ عذر کہ ہم تو آپس میں صرف دل لگی کرتے تھے ہماری غرض توہین نہ تھی۔ نہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات مشتعل کرنا ہمارا مقصد تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مسترد کردیا اور واضح طور پر فرمایا: لاتعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم۔ بہانے نہ بناؤ، ایمان کے بعد تم نے کفر کیا۔

2۔ صریح توہین میں نیت کا اعتبار نہیں "رَاعنا" کہنے کی ممانعت کے بعد اگر کوئی صحابی نیت توہین کے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو "رَاعنا" کہتا تو وہ واسمعوا وللكافرين عذاب اليم کی قرآنی وعید کا مستحق قرار پاتا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ نیت توہین کے بغیر بھی حضور کی شان میں توہین کا کلمہ کہنا کفر ہے۔

امام شہاب الدین خفاجی حنفی ارقام فرماتے ہیں:

المدار في الحكم بالكفر علي الظواهر ولانظر للمقصود والنيات ولانظر لقرائن حاله (1)۔

توہین رسالت پر حکم کفر کا مدار ظاہر الفاظ پر ہے۔ توہین کرنے والے کے قصد و نیت اور اس کے قرائن حال کو نہیں دیکھا جائے گا۔ ورنہ توہین رسالت کا

دروازہ کبھی بند نہ ہوسکے گا۔ کیونکہ ہر گستاخ یہ کہہ کر بری ہو جائے گا کہ میری نیت اور ارادہ توہین کا نہ تھا۔ لہذا ضروری ہے کہ توہین صریح میں کسی گستاخِ نبوت کی نیت اور قصد کا اعتبار نہ کیا جائے۔

3۔ یہاں اس شبہ کا ازالہ بھی ضروری ہے کہ اگر کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے وجوہ کفر کی ہوں اور اسلام کی صرف ایک وجہ کا احتمال ہو تو فقہاء کا قول ہے کہ کفر کا فتوی نہیں دیا جائے گا۔ اس کا ازالہ یہ ہے کہ فقہاء کا یہ قول اس تقدیر پر ہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے وجوہ کفر کا صرف احتمال ہو، کفرِ صریح نہ ہو لیکن جو کلام مفہوم توہین میں صریح ہو اس میں کسی وجہ کو ملحوظ رکھ کر تاویل کرنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ لفظ صریح میں تاویل نہیں ہوسکتی۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

قال حبیب ابن الربیع لان ادعاء التاویل في لفظ صراح لا یقبل (1)۔

ترجمہ: حبیب بن ربیع نے فرمایا کہ لفظِ صریح میں تاویل کا دعوے قبول نہیں کیا جائے گا۔

کسی کلام کا توہین صریح ہونا عرف اور محاورے پر مبنی ہے۔ معذرت کے ساتھ بطور مثال عرض کرتا ہوں کہ اگر کسی کو "ولد الحرام" کہا جائے اور کہنے والا لفظ حرام کی تاویل کرے اور کہے کہ میں نے المسجد الحرام اور بیت الحرام کی طرح معظم و محترم کے معنی میں یہ لفظ بولا ہے تو اس کی یہ تاویل کسی ذی فہم کے نزدیک قابل قبول نہ ہوگی کیونکہ عرف اور محاورے میں "ولدالحرام" کا لفظ گالی اور توہین ہی کے لئے بولا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر وہ کلام جس سے عرف و محاورے میں توہین کے معانی مفہوم ہوتے ہوں، توہین ہی قرار پائے گا خواہ اس میں ہزار تاویلیں ہی کیوں نہ کی جائیں۔ عرف اور محاورے کے خلاف تاویل معتبر نہ ہوگی۔

4۔ یہاں اس شبے کو دور کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر توہین رسول کی سزا حداً قتل کرنا ہے تو کئی منافقین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح توہین کی۔ بعض اوقات صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی کہ حضور ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس گستاخ منافق کو قتل کردیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہیں دی۔

ابن تیمیہ نے اس کے متعدد جوابات لکھے ہیں جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے (1)۔

الف۔ اس وقت ان لوگوں پر حد قائم کرنا فساد عظیم کا موجب تھا۔ ان کے کلماتِ توہین پر صبر کرلینا اس فساد کی نسبت آسان تھا۔

ب۔ منافقین اعلانیہ توہینِ رسالت نہ کرتے تھے بلکہ آپس میں چھپ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں توہین آمیز باتیں کیا کرتے تھے۔

ج۔ منافقین کے ارتکاب توہین کے موقع پر صحابہ کرام کا حضور سے ان کے قتل کی اجازت طلب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان جانتے تھے کہ گستاخِ رسول کی سزا قتل ہے۔ گستاخانِ شانِ رسالت ابو رافع یہودی اور کعب بن اشرف کو قتل کرنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو دیا تھا۔ اس حکم کی بناء پر صحابہ کرام کو علم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین کرنے والا قتل کا مستحق ہے۔

5۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جائز تھا کہ وہ اپنے گستاخ اور موذی کو اپنی حیات میں معاف فرما دیں لیکن امت کے لئے جائز نہیں کہ وہ حضور کے گستاخ کو معاف کردے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام اللہ تعالی کے اس حکم کو بجا لانے کہ "آپ معافی کو اختیار فرمائیں اور جاہلوں سے منہ پھیر لیں اور نیکی کا حکم دیں"۔ (سورۃ اعراف آیت 199)

میں عرض کروں گا کہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قتل کی حد جاری کرنا ایسی حد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا حق ہے۔ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین حضور کی امت کے لئے بھی سخت ترین اذیت کا موجب ہے اور اس طرح اس حد کو پوری امت کا حق بھی کہا جاسکتا ہے لیکن بلاواسطہ نہیں بلکہ بواسطہ ذات اقدس کے اور اللہ تعالی کی طرف سے حضور کو یہ اختیار حاصل تھا کہ اپنا یہ حق کسی کو خود معاف فرمادیں۔ جیسا کہ بعض دیگر احکام شرع کے متعلق دلیل سے ثابت ہے کہ اللہ تعالی نے ان احکام میں حضور کو اختیار عطا فرمایا۔ مثلاً حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبردہ رضی اللہ تعالی عنہ کو بکری کے ایک بچے کی قربانی کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ولن تجزي عن احد بعدك (1)۔ کہ (یہ قربانی) تمھارے علاوہ کسی دوسرے پر ہرگز جائز نہیں۔

اسی طرح حضرت ابن عباس اور حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم مکہ کی گھاس کاٹنے کو حرام قرار دیا تو حضرت عباس نے عرض کی "الا الاذخر" یعنی "اذخر" گھاس کو حرمت کے اس حکم سے مستثنی فرمادیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الا الاذخر" یعنی اذخر کو حرمت کے حکم سے ہم نے مستثنی فرما دیا (2)۔

اس حدیث کے تحت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور نواب صدیق حسن خان بھوپالی تحریر فرماتے ہیں:

"و در مذہب بعضے آں است کہ احکام مفوض بود بوے صلی اللہ علیہ وسلم ہرچہ خواہد وبرہر کہ خواہد حلال و حرام گرداند و بعضے گویند با اجتہاد گفت۔ و اول اصح واظہر است (3)۔

"یعنی بعض کا مذہب یہ ہے کہ احکام شرعیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کردیئے گئے تھے جس کے لئے جو کچھ چاہیں حلال اور حرام فرمادیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ اجتہاد کے طور پر فرمایا تھا اور پہلا مذہب اصح اور اظہر ہے"۔

ان احادیث کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار حاصل ہو سکتا ہے کہ کسی حکمت و مصلحت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان منافقین پر قتل کی حد جاری نہ فرمائیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو یہ اختیار نہیں۔

آخر میں عرض کروں گا کہ توہین رسالت کی حد اسی پر جاری ہوسکے گی۔ جس کا یہ جرم قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو جائے۔ اس کے بغیر کسی کو اس جرم کا مرتکب قرار دے کر قتل کرنا ہرگز جائز نہیں۔ تواتر بھی دلیل قطعی ہے۔ اگر کوئی شخص توہین کے کلمات صریحہ بول کر یا لکھ کر اس بات کا اعتراف کرے کہ یہ کلمات میں نے بولے یا میں نے لکھے ہیں تو یقیناً وہ واجب القتل ہے خواہ وہ کتنے ہی بہانے بنائے اور کہتا پھرے کہ میری نیت توہین کی نہ تھی۔ یا ان کلمات سے میری غرض یہ تھی کہ میں مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچاؤں۔ بہرحال وہ مستحق قتل ہے۔

وہ لوگ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین صریح کی تاویل کرکے اس کے مرتکب کو کفر سے بچانا چاہیں بالکل اسی طرح قتل کے مستحق ہیں جیسا کہ خود توہین کرنے والا مستوجب حد ہے۔ شاتم رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حق میں محمد بن سحنون کا قول ہم شفاء قاضی عیاض اور الصارم المسلول سے نقل کرچکے ہیں کہ۔

ومن شك في كفره وعذابه كفر (1)

25 نومبر 1985ء
سید احمد سعید کاظمی

حواشی کتاب

صفحہ نمبر14۔

1۔ حضرت قطب مدینہ علیہ الرحمۃ والرضوان سے مختلف اوقات میں پاکستانی علماء حق کے بارے میں تحسین کے کلمات فقیر نے سنے، ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث علامہ محمد سردار احمد قادری رضوی، چشتی صاحب، حضرت علامہ سید سردار احمد قادری گڑھی اختیار خاں والے جو سید محمد فاروق القادری ایم اے کے دادا جان ہوتے ہیں، حضرت عبد نبی مختار محمد یار فریدی (گڑھی اختیار خاں)، علامہ عبدالغفور ہزاروی اور حضرت مفتی اعجاز ولی خاں رضوی (رحمہم اللہ تعالیٰ) اس وقت جو حضرت بقید حیات تھے، ان میں سے حضرت استاذ العلماء قبلہ مفتی تقدس علی خاں رضوی (مدفون پیر جو گوٹھ)، جناب پیر غلام قادر اشرفی (مدفون لالہ موسیٰ) اور شاہ فاروق رحمانی (مدفون کراچی) علیہم الرحمۃ پر بہت خوش تھے۔

صفحہ نمبر15۔

1۔ علماء حق تو چند اور بھی تھے، لیکن یہاں صرف سربرآوردہ اور مسلمہ شخصیات کا ذکر ہے۔

صفحہ نمبر18۔

1۔ "تقویۃ الایمان" صفحہ 47 بحوالہ "اطیب الایمان" صفحہ 324۔

صفحہ نمبر20۔

1۔ سورہ انفال آیت نمبر 13

2۔ مدارک صفحہ 171، ج 2 خازن صفحہ 171 ج 2 البحر المحیط صفحہ 471 ج 4۔

3۔ سورہ توبہ آیت 65، 66۔

4۔ سورۃ الفتح آیت 16۔

5۔ البحر المحیط صفحہ 94 ج 8، روح المعانی صفحہ 102 پ 26۔

صفحہ نمبر21۔

1۔ ابی داؤد صفحہ 598 ج 2۔

2۔ صحیح بخاری صفحہ 243 ج 1 صفحہ 1023 ج 2، ابوداؤد صفحہ 598 ج 2۔

نسائی صفحہ 151 ج 2۔

ابن ماجہ صفحہ 185 ج 1، مسند احمد صفحہ 231، ج 5 عن معاذ۔

صفحہ نمبر 22

1۔ تفسیر مظہری صفحہ 135 ج 3، روح المعانی صفحہ 160 پ 6۔

2۔ بخاری صفحہ 1023 ج 2، ابوداؤد صفحہ 598 ج 2، نسائی 152 ج 2۔

3۔ بخاری صفحہ 249 ج 1، صفحہ 614 ج 2۔

صفحہ نمبر23۔

1۔ فتح الباری صفحہ 13 ج 8، عمدۃ القاری صفحہ 347 ج 8، ارشاد الساری صفحہ 392 ج 6۔

2۔ الشفاء صفحہ 215 - 216 ج 8، نسیم الریاض شرح الشفاء صفحہ 338 ج 4، الرد المختار صفحہ 317 ج 3، الصارم المسلول صفحہ 4۔

3۔ الشفاء صفحہ 216 ، ج 2 ، الفتح القدیر شرح ہدایہ صفحہ 407 ج 4 ، الصارم المسلول صفحہ 4۔

4۔ الشفاء صفحہ 211 ج 2۔

صفحہ نمبر24۔

1۔ الشفاء صفحہ 215 ج 2۔

2۔ الشفاء صفحہ 214 ج 2 ، الصارم المسلول صفحہ 525 (طبع بیروت)

صفحہ نمبر25۔

1۔ فتاوی شامی حنفی صفحہ 321 ج 3 ، و نحوہ الصارم المسلول للحنبلی صفحہ 4۔

2۔ فتح القدیر (امام ابن ہمام حنفی) صفحہ 407 ج 4

3۔ کتاب الخراج امام ابو یوسف صفحہ 182 ، فتاوی شامی صفحہ 319 ج 3۔

صفحہ نمبر26۔

1۔ فتاوی قاضی خان صفحہ 882 ج 4 (طبع نولکشور)

2۔ احکام القرآن للجصاص صفحہ 106 ج 3۔

صفحہ نمبر27۔

1۔ نسیم الریاض شرح الشفاء صفحہ 426 ج 4۔

صفحہ نمبر28۔

1۔ الشفاء صفحہ 217 ج 2۔

صفحہ نمبر29۔

1۔ الصارم المسلول صفحہ 222 تا 233۔

صفحہ نمبر30۔

1۔ بخاری صفحہ 832 ج 2۔

2۔ بخاری صفحہ 121 ج 1 ، مسلم صفحہ 438 ج 1۔

3۔ اشعۃ اللمعات صفحہ 408 ج 2 ، مسک الختام صفحہ 512 جلد 2۔

صفحہ نمبر31۔

الشفاء قاضی عیاض صفحہ 215 ، 216 ج 2 ، الصارم المسلول صفحہ 4۔

وہابی دیوبندی عقائد کے چند نمونے

عقیدہ ۱: حضور صلعم کا مزار گرا دینے کے لائق ہے۔ اگر میں اس کے گرا دینے پر قادر ہو گیا تو گرا دوں گا۔ بانی وہابی مذہب محمد بن عبد الوہاب نجدی (اوضح البراہین) عقیدہ ۲: میری لاٹھی محمد صلعم سے بہتر ہے کیونکہ اس سے سانپ مارنے کا کام لیا جا سکتا ہے۔ اور محمد مر گئے انہیں کوئی نفع باقی نہ رہا۔ (اوضح البراہین صفحہ ۱۰) عقیدہ ۳: محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے (ماخوذ حسین احمد مدنی (الشہاب الثاقب ص۴۳) کتب خانہ اعزازیہ دیوبند) عقیدہ ۴: غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا علم زید و عمر بلکہ ہر بچے اور پاگلوں کو، بلکہ تمام جانوروں کو حاصل ہے، رسول کی تخصیص نہیں" حوالہ کے لئے دیکھئے کتاب (حفظ الایمان صفحہ ۸، مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی، شائع کردہ کتب خانہ اشرفیہ کمپنی دیوبند اور کتب خانہ اعزازیہ دیوبند) عقیدہ ۵: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی سمجھنا عوام کا خیال ہے اہل علم کا نہیں (تحذیر الناس صفحہ ۳، مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی شائع کردہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند) عقیدہ ۶: حضور نبی کریم علیہ السلام کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس ص۲۵) عقیدہ ۷: شیطان و ملک الموت کو تمام روئے زمین کا علم ہے اور حضور علیہ السلام کے علم سے زیادہ ہے۔" (براہین قاطعہ ص۵۵ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی شائع کردہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند) عقیدہ ۸: "نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوبنے سے برا ہے۔" (صراط مستقیم ص۹۷ مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی شائع کردہ کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند) عقیدہ ۹: "ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔" (تقویۃ الایمان ص۱۳ مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی شائع کردہ کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند) عقیدہ ۱۰: سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔" (تقویۃ الایمان ص۴۸) عقیدہ ۱۱: حضور علیہ السلام کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کیجئے۔" (تقویۃ الایمان ص۵۲) عقیدہ ۱۲: حضور علیہ السلام پر افتراء باندھا کہ گویا آپ نے فرمایا: "میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔" (تقویۃ الایمان ص۵۳) عقیدہ ۱۳: حضور علیہ السلام کا یوم میلاد منانا کنہیا کے جنم دن منانے کی طرح ہے۔" (براہین قاطعہ ص۱۵۲) خلیل احمد دیوبندی حضور علیہ السلام کے لئے اردو زبان کا علم دیوبند کے علماء سے آنا بتاتے ہیں (براہین قاطعہ ص۲۶) بلغۃ الحیران نامی کتاب ص۸ میں حضور علیہ السلام کا گرنا لکھا اور اپنے لئے لکھا کہ میں نے انہیں گرنے سے روکا۔" رسول کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔ (براہین قاطعہ ص۵۵) "رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔" (تقویۃ الایمان ص۵۰) یہ چند حوالے حاضر ہیں۔

آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ کیا ان عقائد کے حامل افراد مسلمان کہلانے کے حقدار ہیں؟ اگر یہ عقائد رکھنے والے کافر و مرتد ہیں تو ان کو مسلمان سمجھ کر نماز میں امام بنانا کیا کفر نہیں؟

نوٹ: اس طرح کے مزید عقائد دیکھنے ہوں تو "وہابی مذہب" اور "دیوبندی مذہب" نامی کتابیں مطالعہ فرمائیں۔

انعام: جن کتب کے حوالے دیئے گئے ہیں اگر یہ کتب دیوبندیوں وہابیوں کی تصنیف شدہ نہ ہوئیں تو فی کتاب ایک ہزار روپے انعام۔

مشورہ: اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کی دس نشانیاں ارشاد فرمائیں آخری نشانی بَعْدَ ذَالِكَ زَنِيمٍ کہ حرامی ہو اور آگے سزا سنائی کہ سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرْطُومِ یعنی قریب ہے کہ ہم اس کی سور کی سی تھوتھنی پر داغ دینگے۔ پ۲۹ سورہ قلم

لہٰذا تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ زنا سے بچیں تاکہ گستاخ رسول پیدا نہ ہوں